ترجمہ وتلخیص

رویت ہلال کا مسئلہ
(۳)

الشیخ عبداللہ بن محمد بن حمید
مترجم: مولانا محمد امین الاثری

شیخ علی ابن عبد الکافی سبکی نے اپنی کتاب العلم المنشور فی اثبات الشہور میں لکھا ہے جس کے الفاظ ہیں "کسی ایک شہر کی رویت کی بنیاد پر دوسرے تمام شہروں کے لئے اسے لازم قرار دینا بہت کمزور بات ہے۔ اس لئے کہ حضرت عمرؓ اور تمام خلفائے راشدین میں سے کسی سے یہ منقول نہیں ہے کہ اپنے یہاں چاند دیکھنے کے بعد وہ تمام شہروں کو اس کی تعمیل کا حکم دیتے رہے ہوں۔ اگر یہ چیز ضروری ہوتی تو یہ حضرات ضرور اس کا اہتمام کرتے، اور لوگوں کو لکھ کر اس سے آگاہ کرتے۔ اس لئے کہ دینی امور سے ان کا لگاؤ اور ان کی دلچسپی معلوم ہے۔ نیز اس لئے کہ ہمیں قطعی طور پر معلوم ہے کہ بسا اوقات بعض شہروں میں چاند نظر آتا ہے، جبکہ دوسرے شہروں میں نظر نہیں آتا، جس طرح کہ یہ بات ہمیں یقینی طور پر معلوم ہے کہ سورج کسی جگہ پہلے غروب ہوتا ہے اور کہیں دیر میں ڈوبتا ہے۔ یہی حال سورج کے طلوع، وقت زوال، فجر کے وقت اور شفق کے غروب کا ہے، سورج کی ایک گردش بھی اس سے خالی نہیں کہ کہیں پر وقت فجر کا ہو کہیں زوال کا، کہیں سورج ڈوب رہا ہو جب کہ کہیں رات ہو چکی ہو۔ اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ نماز کے اوقات میں ہر قوم کی اپنی فجر اپنے زوال اور اپنے غروب کا اعتبار ہوگا، اور کسی ایک کے لئے دوسرے کا حکم لازم نہ ہوگا۔ چاند کے مسئلے کو بھی اسی پر قیاس کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا خطاب ہر قوم سے اس کے اپنے احوال کے مطابق ہی ہوتا ہے اور وہ اسے انھیں باتوں کا مکلف قرار دیتا ہے جن سے وہ اچھی طرح آشنا ہوں۔ فقہائے امت میں سے عکرمہ، قاسم، سالم، اسحاق اور ابن مبارک وغیرہ

سے بھی یہی منقول ہے کہ ہر شہر کی رویت وہیں کے لئے معتبر ہوگی۔ امام بخاری نے اس پر جو باب باندھا ہے اس سے بھی یہی حقیقت مترشح ہوتی ہے یعنی کہ لکل بلد رؤیتھم (ہر شہر والوں کیلئے اپنی رویت کا اعتبار انھیں کے لئے ہوگا۔) اگرچہ تلاش بسیار کے باوجود بخاری کی کسی مطبوعہ یا غیر مطبوعہ نسخے میں خود مجھے یہ عنوان دیکھنے کو نہیں ملا۔ علامہ قرطبی نے بھی اپنی تفسیر میں بخاری کے اس عنوان کا ذکر کیا ہے جیسا کہ ائمہ مالکیہ کے اقوال کے ضمن میں نقل کر چکے ہیں یعنی لاھل کل بلد رؤیتھم ہر شہر والوں کی رویت ان ہی کیلئے ہے۔ اب دو ہی باتیں ہوسکتی ہیں یا تو صحیحین میں یہ عنوان موجود ہو اور وہ ہماری نظر میں نہ آسکا ہو یا پھر یہ کہ اس معاملہ میں سبکی نے قرطبی کی نقل پر اعتماد کر لیا ہو۔ اگرچہ یہ بات کہ اگر چاند کسی شہر میں نظر آجائے تو دوسرے تمام شہروں کے لئے بھی اس رویت کی پیروی لازم قرار دے دی جائے۔ بہت کچھ اس خیال پر مبنی ہے کہ زمین مسطح اور چپٹی ہے جیسا کہ رافعی نے شرح وجیز ۶/۲۷۱ پر لکھا ہے یہ بات بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اس لئے کہ اہل ہیئت کا اس پر اتفاق ہے کہ زمین گول ہے پس جب اس کی بنیاد ہی باطل پر ہے تو یہ خود بخود باطل قرار پائے گا۔ حضرات شوافع میں سے جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ ہر شہر والوں کے لئے خود انھیں کی رویت معتبر ہوگی ان میں امام الحرمین، غزالی، بغوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ رافعی نے اپنی شرح صغیر اور محرر میں اس کو صحیح بتایا ہے۔ اسی طرح اقناع کے حاشیہ میں جو فقہ شافعی کی فروع میں سے ہے لکھا ہے کہ چاند کی رویت ان لوگوں کے حق میں ثابت ہوگی جو اگرچہ اسے دیکھ نہ سکے ہوں لیکن ان کا مطلع وہی ہو جیسا کہ وہ جہاں کہ چاند نظر آیا ہے اس کی دلیل یہ ہوگی کہ دونوں شہروں میں سورج اور ستاروں کے طلوع و غروب کا وقت ایک ہی ہو۔ لیکن اگر ایسا ہو کہ ان دونوں شہروں میں سے کسی میں بھی طلوع یا غروب پہلے ہوتا ہے تو ان میں سے کسی ایک کی رویت سے دوسرے کی رویت متصور نہ ہوگی، ان کا تمام انحصار طول بلد اور عرض بلد پر ہے۔ اور اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ ان کے درمیان مسافت کم ہے یا زیادہ۔ البتہ جب مشرقی شہر میں رویت ہوگی تو اس سے مغربی سمت میں واقع شہر میں رویت لازمی سمجھی جائے گی اس کے برعکس صورت کا حکم اس سے مختلف ہوگا جیسے کہ

مکہ معظمہ اور مصر۔ چنانچہ مکہ میں اگر رویت ہو تو مصر کے لئے یہ رویت لازمی سمجھی جائے گی لیکن مصر کی رویت مکہ کے لئے لازم نہ ہوگی۔ اس لئے کہ چاند کی رویت بھی سورج اور ستاروں وغیرہ کے غروب ہی کا ایک حصہ ہے پس جہاں ان کا اختلاف ہوگا رویت کا اختلاف بھی لازم آئے گا۔ امام بغوی کریب کے قصہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس کی حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اس حدیث سے بداہۃً یہی ثابت ہوتا ہے کہ کسی شہر میں چاند دیکھا گیا تو جو شہر اس سے فاصلہ پر واقع ہے وہاں یہ حکم ثابت نہیں ہوگا۔ اور ہمارے بعض اصحاب اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کسی جگہ بھی چاند دکھائی دے گا تو یہ حکم تمام اہل زمین پر لگے گا۔ اور حضرت ابن عباس نے حضرت کریب کی خبر اس لئے تسلیم نہیں کی کہ یہ شہادت ہے اور شہادت تنہا ایک آدمی کی معتبر نہیں ہے۔ لیکن ان کا یہ کہنا ظاہر حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حضرت ابن عباسؓ نے اس بنیاد پر ان کی خبر کو رد نہیں فرمایا کہ وہ شہادت ہے بلکہ اس لئے رد فرمایا کہ دور والوں کے حق میں رویت کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں علماء شافعیہ کے بے شمار اقوال ہیں جن کا ذکر یہاں طوالت کا باعث ہوگا۔ صحیح بات یہی ہے کہ ایک شہر کی رویت دور دراز کے شہروں کے لئے لازم نہیں [illegible] سے پہلے ائمہ حنفیہ و مالکیہ کے اقوال [illegible] کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں [illegible]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ مطالع کا اختلاف ایک ایسی حقیقت ہے جس پر اس فن کی واقفیت رکھنے والوں کا اتفاق ہے۔ بنابریں کسی ایک شہر کی رویت پر تمام اہل ارض کے لئے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کو کیونکر لازم قرار دیا جا سکتا ہے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث جن کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے اس حقیقت کا واشگاف لفظوں میں اعلان کرتی ہیں کہ ہر شہر والوں کے لئے ان کی رویت اپنے ہی لئے ہوگی۔ اور اسی پر حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام کا بھی عمل رہا ہے ان میں کسی ایک سے بھی منقول نہیں کہ انھوں نے اپنے یہاں کی رویت کی بنیاد پر

دیگر علاقوں کے لوگوں کو کسی ایک دن کے روزہ کی قضائی بابت لکھا ہو۔ اب کچھ مزید نقل کرنے کی حاجت نہیں۔ سب کے یہاں یہ معروف حقیقت ہے اور اسی پر ان کا عمل ہے کہ ہر شہر والوں کے لئے ان کی رویت انھیں کے لئے ہوگی جب کہ دیگر شرائع میں بھی اوقات کے سلسلے میں اسی طریقہ پر عمل رہا ہے۔

ائمہ حنابلہ کے اقوال

صاحب انصاف لکھتے ہیں: جب چاند کسی شہر میں نظر آجائے تو دنیا کے تمام مسلمانوں کو روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔ بلالحاظ اس کے کہ ان کے مطالع ایک ہیں یا ان میں اختلاف ہے۔ فقہ حنبلی کا وہ تفرد ہے جو جمہور ائمہ کے مسلک کے خلاف ہے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے جس رائے کو اختیار کیا ہے وہ یہ کہ قریب کے علاقوں کے لئے جن کا مطلع ایک ہے یہ رویت اسی طرح لازم ہوگی جیسا کہ ان لوگوں کو جن کے یہاں چاند دیکھا گیا ہو۔ وہ مزید فرماتے ہیں کہ مطالع کا اختلاف ایک مانی ہوئی حقیقت ہے۔ اس فن کے ماہرین کا اس پر اتفاق ہے۔ اب اگر مطلع ایک ہو تب تو روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔ ورنہ مختلف مطلع والوں کے لئے اس کا کچھ اثر نہ ہوگا۔[۱۷] "الرعایۃ الکبریٰ" کے مصنف فرماتے ہیں "جن لوگوں کو چاند نظر نہ آئے ان پر چاند دیکھنے والوں کا ہی حکم نافذ ہوگا" اس کے بعد فرماتے ہیں "لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ بات اس صورت کے لئے ہوگی جب کہ مطالع میں قربت ہو اور وہ ایک ہی ہو۔ یعنی اس مسافت سے کم جس میں قصر لازم آتا ہے اس سے اور مسافت کا حکم اس سے مختلف ہوگا۔ اس لئے کہ اس صورت میں مطالع میں اختلاف ہوگیا ہوگا الخ ملخصا)

صاحب انصاف کی یہ صراحت کہ عام طور پر دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے ایک ہی رویت کو لازم قرار دے دینا، بلالحاظ اس کے کہ مطالع میں یکسانیت ہو یا وہ مختلف ہوں۔ یہ فقہ حنبلی کا تفرد ہے اس کا مطلب ہے کہ جمہور ائمہ اس رائے کے خلاف ہیں۔ لیکن تنہا یہ رائے امام احمد ہی کی نہیں مالکی اور حنفی علماء کی ایک معتدبہ تعداد

اور بعض شوافع کا بھی یہی خیال ہے۔ البتہ بات صحیح وہی ہے جیسا کہ ہم تفصیل سے بتا چکے ہیں یعنی کہ ہر شہر والوں کی رویت انھیں کے لئے ہوگی۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں مطالع کا اختلاف ایک معروف حقیقت ہے۔ اس فن کے ماہرین کا اس پر اتفاق ہے اب اگر مطلع ایک ہو تب تو روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔ ورنہ اس کے اختلاف کی صورت میں ایک جگہ کی رویت کا دوسری جگہ کچھ اثر نہ پڑے گا۔ شوافع کا صحیح ترین مسلک یہی ہے اور یہی ایک قول فقہ حنبلی کا بھی ہے۔ وہ مزید فرماتے ہیں "طلوع و غروب کے اختلاف سے بھی چاند کی رویت میں فرق واقع ہو جائے گا۔ چنانچہ اگر چاند مشرق میں نظر آجائے تو مغرب میں اس کا نظر آنا ضروری ہوگا۔ البتہ اس کے برعکس صورت نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ مشرق میں جس وقت سورج غروب ہوگا مغرب میں اس سے کچھ دیر میں اس کا غروب ہو سکے گا۔ اب اگر چاند (مشرق میں) نظر آیا تو اس کے بالمقابل مغرب میں اس کی روشنی اور زیادہ ہوگی اور سورج اور اس کی روشنی سے جب کہ ڈوب رہا ہوگا دور ہونے کے سبب اسے زیادہ بہتر طور پر دیکھا جا سکے گا۔ البتہ مغرب میں دیکھے جانے کی صورت میں یہ بات نہ ہوگی اس لئے کہ بسا اوقات اس رویت کا سبب اہل مغرب کے ہاں سورج کا دیر سے ڈوبنا ہوگا جس کی وجہ سے اس کا فاصلہ بڑھتا جائے گا۔ اور اس کی روشنی میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ سورج جب مشرق میں ڈوبے گا تو چاند اس سے نسبتہ قریب ہوگا ۔۔۔ البتہ جب مغرب میں نظر آئے گا تو اہل مشرق کی نگاہوں سے وہ اوجھل ہو چکا ہوگا اور یہ وہ حقیقت ہے جسے ہر شخص سورج، چاند اور تاروں کے غروب پر نظر کر کے محسوس کر سکتا ہے اسی لئے جب مغرب میں نماز مغرب کا وقت ہوتا ہے تو مشرق میں اس کا ہونا ضروری ہے البتہ اس کے برعکس صورت نہیں ہوگی۔ یہی حال ان کے طلوع کا بھی ہے کہ جب یہ مغرب میں طلوع ہوں گے تو مشرق میں ان کا طلوع ہونا لازمی ہوگا۔ البتہ اس کے برعکس صورت نہیں ہوگی۔ معلوم ہوا تاروں کا طلوع و غروب مشرق میں پہلے ہونا ضروری ہے۔ چاند کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اس کا طلوع

اور اس کی رویت مشرق میں پہلے ہونی ضروری ہے اس لئے کہ وہ مغرب سے ہی طلوع ہوتا ہے۔ آسمان کے افق پر اس کے سوا مغرب میں طلوع ہونے والی کوئی دوسری چیز نہیں اس کے ظہور پذیر ہونے کا سبب یہ ہے کہ سورج سے اس کی دوری واقع ہو جائے سورج جہاں جتنی دیر سے غروب ہوگا چاند سے اس کا فاصلہ اتنا ہی بڑھا ہوگا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ———— وہاں اس کی روشنی تیز اور نسبتہ نمایاں ہوگی۔ الخ)

علامہ موصوف مزید کہتے ہیں: "ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ صحابہ و تابعین کے زمانہ میں ہمیشہ بعض اسلامی شہروں میں چاند پہلے اور بعض میں اس کے بعد دکھائی دیتا تھا۔ اور یہ روزمرّہ کی ان باتوں میں سے ہے جن میں کسی تبدیلی کا سوال نہیں۔ اس پس منظر میں اس طرح کی صورت ہوئے بغیر چارہ نہیں ہو سکتا کہ ان تک بعض دوسرے علاقوں کی خبر مہینہ کے اندر کسی وقت پہنچے۔ اب اگر ان کے لئے قضا کرنی ضروری پڑتی تو وہ اس کا پتہ لگانے میں انتہائی ذوق و شوق اور حد درجہ اہتمام سے کام لیتے۔ کہ تمام اسلام میں چاند کی رویت کہاں کس وقت ہوئی جیسا کہ وہ اپنے شہروں میں اس کے دیکھنے کا اہتمام کرتے تھے اور پھر اسی کا نتیجہ ہوتا کہ اکثر رمضانوں میں انہیں اپنے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا رکھنی پڑتی۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ خبر ہم تک نقل ہو کر ضرور پہونچتی۔ لیکن جب اس طرح کی کوئی بات ہم تک پہونچی نہیں تو اس کا مطلب ہے کہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے اور سرے سے اس کی کوئی اصل موجود نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس کی مذکورہ بالا حدیث اسی حقیقت کی نشاندہی کرتی ہے الخ

جملہ مذاہب فقہ کی آراء اور ان کے نمائندہ ائمہ کے اقوال ہم نے آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ ان سب کی روشنی میں یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ دور دراز کے شہر والوں کے لئے دوسرے شہر والوں کی رویت کچھ اثر انداز نہ ہوگی۔ اگر ان کے مابین مطالع کا اختلاف موجود ہے۔ ساتھ ہی یہ حقیقت بھی ہمارے سامنے آتی ہے کہ حضرات صحابہ کرام نہ تو کہیں اور لکھ کر اپنے یہاں کی رویت

سے انھیں مطلع کرتے تھے اور نہ دوسرے شہروں کے رویت کی بابت انھیں کسی قسم کی تلاش وجستجو ہوتی تھی۔ ان کا تمام تر اعتماد حضرت عبداللہ ابن عباس کی مذکورہ بالا حدیث پر تھا نیز اس روایت جس میں آپؐ صاف طور پر فرماتے ہیں کہ "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید مناؤ" (صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ) دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہر شہر والوں کے لئے ان کی رویت صرف انھیں کے لئے معتبر ہوگی۔

اس کے بعد ہم مزید اقوال و آراء نقل کرنے کی کچھ حاجت محسوس نہیں کرتے طالبین حق کے لئے یہ بہت کافی ہے۔ توفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہی صراط مستقیم کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرسکتا ہے۔[۱]

خاتمۂ کلام

ان اخیر ادوار میں عالم اسلام کے موجودہ حالات پر جس کی نظر ہو اور جسے کھلے طور پر یہ حقیقت اپنی نگاہوں کے سامنے نظر آتی ہو کہ وہ بے شمار چھوٹی چھوٹی ملکوں میں بٹے ہوئے ہیں، اسلام کی تعلیمات سے انھیں کم ہی واسطہ رہ گیا ہے، شریعت کے بے شمار احکام ہیں جن پر عمل درآمد سے انھوں نے کنارہ کشی اختیار کر رکھی ہے۔ حکومتوں کی سطح پر تو یہ کام ہو ہی رہا ہے۔ افراد کی سطح پر بھی حالت اس سے کچھ مختلف نہیں ہے جس شخص کی نگاہ میں یہ باتیں ہوں اور وہ اس حقیقت کا بھی ادراک کرسکے کہ دین کی گرفت ان پر سے کتنی ڈھیلی ہوچکی ہے۔ ان کی زندگی اور ان کے مقاصد میں سرتاسر دنیوی اغراض اور سیاسی مفادات کی کارفرمائی ہے اور حال یہ ہوگیا ہے کہ یہ بڑی طاقتوں

---

[۱] اس کے بعد مصنف نے علم ہیئت کی روشنی میں بھی مطالع کے اختلاف کو ثابت کیا ہے۔ اس حصّہ کو ہم نے حذف کردیا ہے۔

کے ہاتھ کٹھ پتلی کی طرح ناچ رہے ہیں۔ تو وہ اس حقیقت کا اندازہ اچھی طرح کر سکتا ہے کہ اگر صحیح بات یہی ہوتی کہ ایک شہر کی رویت بقیہ تمام عالم اسلام کی رویت تصور کی جائے گی جب بھی عملی طور پر اسے کر دکھلانے میں کافی مشکل پیش آتی۔

آج کے حالات کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ہم اس حقیقت کو اچھی طرح محسوس کر سکتے ہیں کہ چاند اگر ایک ایسے ملک میں نظر آئے جس کے تعلقات دوسرے ملک سے کافی اچھے ہوں تو اس کا عین امکان موجود ہے کہ دوسرے ملک کا مفتی جس میں اگرچہ چاند دیکھا نہیں جا سکا ہے وہ محض اس دوست ملک کی رویت پر عمل کا فتویٰ صادر کر دے جس کا مقصد سیاسی طور پر اپنی وفاداری کا اظہار کرنے کے سوا دوسرا نہ ہو۔

البتہ ایسے ہی دو ملک اگر ان کے درمیان دوستی کا تعلق نہ ہوا اور ایک ملک میں چاند نظر آگیا تو دوسرے ملک کا مفتی بڑی آسانی کے ساتھ حکومت کے رجحان کو بھانپتے اور اس کے دباؤ کو قبول کرتے ہوئے یہ فتویٰ جاری کر دے گا کہ دوسرے ملک رؤیت کا اس ملک میں کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ اس لئے کہ ہر ملک کی رؤیت الگ الگ ہوتی ہے۔

اس طرح اسلام کا جیسا کچھ مذاق اور احکام شریعت کی جیسی کچھ توہین ہوگی اس کا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ کیا ہم اسلام کو سیاسی تقاضوں کا تابع اور سیاست دانوں کے ہاتھ میں کھلونا بننے کے لئے چھوڑ دیں کہ وہ جس طرح چاہیں اسے ادھر سے ادھر گھماتے رہیں حق کا کچھ لحاظ ہو نہ حق کی تلاش کرنے کی کوئی کوشش کی جائے اور نہ تو راہ صواب کو پانے کا کوئی قصد و ارادہ ہمیں نظر آتا ہو؟

کہنے کا منشا صرف یہ ہے کہ آج عالم اسلام مختلف ٹکڑیوں اور چھوٹی چھوٹی بے شمار حکومتوں کی صورت میں بٹا ہوا ہے جس میں ہر حکومت کا رخ الگ ہے اور ہر ایک کی وفاداریاں دوسرے سے مختلف ہیں۔ کسی کا رخ مغرب کی طرف ہے اور اسے وہ تمام لوگ جان سے زیادہ عزیز ہیں جن کا رخ بھی اسی سمت میں ہو۔ دوسرا مشرق کا حاشیہ

بردار ہے اور وہ ان تمام لوگوں پر دل و جان سے فدا ہے جو اسی طرح اس کی حاشیہ برداری کرنے والے ہوں۔

یہی نہیں بلکہ یہ معاملہ تو اس سے بھی آگے ہے۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ آج ان حکمرانوں نے شریعت کے احکام کو اپنے سیاسی مفادات اور دنیوی اغراض و مقاصد کے تابع بنا رکھا ہے۔ چنانچہ یہ روزہ اسی وقت رکھیں گے جب کہ چاند کسی دوست ملک میں نظر آجائے اور اسی صورت میں وہ عید بھی منائیں گے۔ اس کے برعکس اگر چاند کسی غیر دوست ملک میں نظر آتا ہے تو اپنے ہاں نہ یہ روزہ رکھیں گے اور نہ اس رویت کی بنیاد پر عید ہی منانے کے لئے تیار ہوں گے۔

دو لفظوں میں یہ کہ اگر یہی بات درست ہو کہ ایک شہر کی رؤیت عالم اسلام کے تمام شہروں کی رؤیت متصور ہوگی جب بھی آج کے حالات میں اس پر عمل درآمد ممکن نہیں ہے چاہے رابطہ عالم اسلامی یا اس طرح کی کوئی بھی دوسری اسلامی تنظیم اس مقصد کے لئے قرار دادوں پر قرار دادیں منظور کرتی رہے۔ اور مختلف ذرائع ابلاغ اس قسم کے اعلانات پر اعلانات کرتی رہے۔ الحمد اللہ کہ اب بات پورے طور پر واضح ہو کر سامنے آگئی یعنی یہ کہ:

ہر شہر والوں کے لئے ان کی رؤیت صرف انھیں کے لئے معتبر ہوگی جس کی تفصیل ہم آپ کے سامنے پورے شرح و بسط کے ساتھ پیش کر چکے ہیں۔ قرآن کریم احادیث صحیحہ اور مختلف مکاتب فقہ کی نمائندگی کرنے والے امت کے جلیل القدر ائمہ اور علماء کی آراء اور ان کے اقوال سے اس مسئلے کی حقیقت دو دو چار کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ اور کوئی پہلو تشنہ باقی نہیں رہتا۔

زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ہوشمند لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں (قرآن حکیم)

جدید سائنٹفک مصنوعات کا علی گڑھ کا واحد مرکز

گلمرگ کیمیکل اینڈ سائنٹفک ورکس انوپ شہر روڈ علی گڑھ

فون نمبر ۳۲۲۸